آج غلامان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے پس ہر اندھیرے کو نور میں بدل دو یہاں تک کہ نور مصطفویؐ غالب آجائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 /دسمبر 1995ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کی۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۞ (الصّف: 8 تا 10)

پھر فرمایا:۔

ان آیات سے متعلق خطاب سے پہلے چند اعلانات ہیں ایک تو یہ کہ جماعت احمدیہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ آج 22 دسمبر سے شروع ہو رہا ہے تین دن جاری رہ کر 24 /دسمبر کو اختتام پذیر ہوگا۔ دوسرے جماعت احمدیہ West Coast USA کا سالانہ جلسہ آج 22 /دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے اور امیر صاحب یونائیٹڈ اسٹیٹس مکرم ایم ایم احمد صاحب بھی خدا کے فضل سے وہاں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ اس لئے بتانا ضروری تھا کہ ان کی طبیعت پیچھے کافی خراب رہی اور میں دعا کی تحریک بھی کرتا رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شفا بخشی اور اتنی طاقت عطا فرما دی کہ

واشنگٹن سے لاس اینجلس کا سفر اختیار کیا اور اب وہ بنفس نفیس وہاں شمولیت فرما رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا ایک سالانہ تربیتی اجتماع ہے وہ آج سے شروع ہو رہا ہے۔ تین دن تک جاری رہے گا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا بھی ایک سالانہ تربیتی اجتماع ہے جو آج منعقد ہو رہا ہے، 25 /دسمبر تک جاری رہے گا۔ مجلس انصار اللہ انڈونیشیا کا سالانہ اجتماع اور مجلس شوریٰ آج سے شروع ہو رہے ہیں پہلے دو دن اجتماع اور آخری روز شوریٰ کا انعقاد ہو گا۔ مجلس انصار اللہ ناروے کی پانچویں مجلس شوریٰ 24 دسمبر بروز اتوار منعقد ہو گی۔ ان تمام ملکوں کے امراء نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کی طرف سے تمام دنیا کی جماعتوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پہنچایا جائے اور درخواست کی جائے کہ وہ ان اجتماعات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ ہر پہلو سے بابرکت بنائے اور جو برکتیں شامل ہونے والوں کو نصیب ہوں وہ دائمی ہوں چند دن ساتھ رہ کر چھوڑ جانے والی نہ ہوں۔

آخری درخواست جو امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خطبہ جمعہ میں تبلیغ کی طرف دوبارہ احباب جماعت کو توجہ دلائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے خطبے کا اچھا اثر ظاہر ہوا تھا اور یہ ایسا مضمون ہے جس کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ امیر صاحب جرمنی نے اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ بہت محنت کے ساتھ تبلیغ کی ذمہ داری کو نبھانا شروع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ ایک ایک جماعت میں پہنچ رہے ہیں اور وہاں جا کر یا بعض جماعتوں کے مراکز بنا کر وہاں پہنچ رہے ہیں اور از خود بڑی محنت سے ان کے تبلیغی پروگراموں کا جائزہ لے رہے ہیں، نئے مشورے ان کو دے رہے ہیں اور اس طرح جماعت جرمنی میں ایک بہت بڑی تبلیغی مہم کا آغاز ہو چکا ہے جس میں کثرت کے ساتھ جرمن جماعت کے احمدی شامل ہیں اس سلسلے میں وہ فرما رہے تھے انہوں نے خط بھی لکھا اور فون پر بھی درخواست بھیجی کہ میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ آپ براہ راست اگر کچھ کہہ دیں گے تو ہماری اس مہم کے حق میں ہوا چل پڑے گی۔

یہ امر واقعہ ہے جب بھی اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کو بھی کسی تحریک کی توفیق عطا فرماتا ہے تو جس طرح غیر معمولی طور پر لبیک لبیک کی آوازیں اٹھتی ہیں اور جماعت تیزی سے اس طرف چل پڑتی ہے ویسا اثر دوسری تحریکات میں نہیں ہے اور یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ

خلافت احمدیہ کی ضرورت پر ایک نشان ہے، ایک دلیل ہے، ایک برہان ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔ نہ عقلی طور پر، نہ مثال کے طور پر۔ دنیا بھر میں کسی آواز کو خدا نے وہ طاقت نہیں بخشی کہ وہ آواز اٹھے تو ساری دنیا کے کونے کونے سے نہ صرف زبانیں تائید کا اقرار کریں، اطاعت کا اقرار کریں بلکہ سارا جسم، سارا وجود اس کی تائید میں اپنے آپ کو اس طرح پیش کر دے جیسے وہ آدم کو سجدہ کرنے والا مضمون ہو یعنی شرک سے ہٹ کر جو سجدہ بھی آدم کو جائز ہے وہ سجدہ خلافت سے تعلق رکھتا ہے اور انہی معنوں میں میں نے یہ مثال دی ہے اور خلافت احمدیہ حقہ کے لئے لازم تھا کہ خدا طبیعتوں میں وہی میلان سجدہ پیدا فرمائے جو آدم کے لئے ان معنوں میں تھا کہ چونکہ خدا کی آواز کی پیروی کر رہا ہے اس لئے اس کی اطاعت کرو۔ تو یہ ہمارا تجربہ اتنا وسیع ہے، پچھلے خطبہ میں مجھے یاد ہے جب وہ خطبہ دیا تھا جس میں کینیڈا کو بیدار کرنے کی کوشش کی تھی، جھنجھوڑا تھا، اس پر اس کثرت سے خط آئے ہیں مردوں، عورتوں اور بچوں کے کہ میں حیران ہو جاتا ہوں دیکھ کر، وہ کہتے ہیں ہم سے کوتاہی ہوئی جو سابقہ غفلتیں تھیں ان کو معاف کیا جائے، اب تو ساری جماعت میں ایک قسم کی سنسنی سی پھیل گئی ہے۔ ہر چھوٹا بڑا تبلیغ کے رستے ڈھونڈھ رہا ہے اور بہت ہیں جو تبلیغ میں مصروف ہو چکے ہیں۔ تو اس پہلو سے مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کا مشورہ بالکل درست ہے لیکن یہ حسن اتفاق کہہ لیں یا تصرف الٰہی کہ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے یہ پہلے سے منتخب شدہ آیات تھیں یعنی ان کی باری ان آیات میں یہیں تھی جہاں یہ اس وقت موجود ہیں۔ گزشتہ جو سلسلہ جاری ہے نور کے خطبات کا اس میں جن آیات کو میں نے ترتیب دے رکھی تھی ان میں آج یہی آیت میرے پیش نظر تھی اور اسی آیت میں تبلیغ کا ذکر ہے اور اس آیت کے حوالے سے خواہ امیر صاحب جرمنی مجھے توجہ دلاتے یا نہ دلاتے مجھے لازماً یہ ذکر کرنا ہی تھا۔ پس اس پہلو سے میں اب اس آیت کی طرف لوٹتے ہوئے اس کا مضمون آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

پہلی آیت جو ہے وہ تو اس امر سے تعلق رکھتی ہے کہ کوئی ایسا شخص جس کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو اور وہ خدا پر جھوٹ بھی بول رہا ہو وہ کامیاب ہو ہی نہیں سکتا، لازماً وہ ظالم ہے۔ پس اگر ایک شخص خدا کی طرف بلا رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور لوگ اسے کہیں مسلمان ہو جاؤ، مسلمان ہو جاؤ تم مسلمان نہیں ہو اور وہ اپنے اس دعوے پر قائم رہے اگر وہ

کامیاب ہوتا ہے تو وہ لازماً سچا ہے کیونکہ ظالموں کی تائید اللہ تعالیٰ نہیں فرمایا کرتا۔ ظالموں کو کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ یہ دلیل قائم کرنے کے بعد پھر فرمایا ایسا تو ہوگا لیکن مخالف کوشش ضرور کریں گے کہ اپنے مونہوں سے اس چراغ کو بجھا دیں جو خدا نے روشن فرمایا ہے۔ پس وَمَنْ اَظْلَمُ کا الٹ مضمون یوں بیان ہوا کہ ایسا شخص جو خدا کی طرف سے ہو، اس پر جھوٹے الزامات لگیں، اس کو دھوکے باز، خدا پر افتراء کرنے والا، فریبی جو چاہو کہہ لو، اگر تمہاری بات درست ہے تو وہ سب سے ظالم ہے اللہ اس سے نپٹنے کے لئے کافی ہے اور اگر تمہاری بات درست نہیں تو پھر اس کی مخالفت تمہارے مونہوں کی پھونکیں ہیں اور خدا کا روشن کردہ چراغ مونہوں کی پھونکوں سے بجھایا نہیں جا سکتا۔ جو چاہو کرلو تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اس آواز کو نامراد کرنے میں جو آواز خدا کی طرف سے اٹھی تھی اور تم سمجھتے ہو کہ وہ جھوٹا ہے۔

یہ مضمون ہے یُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اپنے مونہوں سے، اپنی مونہوں کی پھونکوں سے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ اور اللہ تو ضرور اپنے نور کو تمام کر کے چھوڑے گا وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے جتنا چاہے ناپسند کریں ان کی ناپسندیدگی ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ یہ جو نور کا معنی ہے یہاں نور سے مراد دین اسلام ہے۔ پس اسی پہلو سے میں نے آیت کو ترتیب دی تھی کہ اسلام کس آیت سے نور ثابت ہوتا ہے اور کن معنوں میں ثابت ہوتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں اس نور کو پھیلانے کے لئے جو جماعت احمدیہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ کیا ہے اور اس سلسلے میں ہمیں کیا خوشخبری عطا ہوئی ہے۔ خوشخبری یہ ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ ہی نے ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ اس غرض سے بھیجا ہے کہ اسے ضرور عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تمام ادیان پر غالب کردے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ خواہ مشرک لوگ اسے کیسا ہی ناپسند کیوں نہ کریں۔

پس جماعت احمدیہ کے دور میں یہ پیشگوئی پوری ہونی مقدر تھی کیونکہ سورۃ صف کی آیات حضرت مسیحؑ کی پیشگوئی سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی تسلسل میں اس مضمون کو کھولا جا رہا ہے کہ جیسا کہ مسیحؑ نے کہا تھا کہ ایک آنے والا احمد آئے گا وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن اس احمد نے ایک دوسری

جلوہ گری بھی کرنی تھی یعنی اس احمد کی اطاعت میں اسی سے رنگ پکڑ کر آخری زمانے میں احمدیت کا ایک مثیل دنیا میں ظاہر ہونا تھا۔اس کے متعلق لوگوں نے یہ کہنا تھا کہ وہ جھوٹا ہے۔اس الزام کے خلاف یہ دلیل قائم کی جارہی ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا اسے کیسے پنپنے دے گا جبکہ مزید اس پر یہ اتہام بھی ہو کہ اس پر حجت تمام کی جا چکی تھی۔اس نے جھوٹے دعوے کیے اور ہم نے اس کو اسلام کی طرف بلایا بھی۔پس یہ بلانے والا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں ہیں۔پس جیسا کہ میں نے ایک مضمون کو دوسرے مضمون کی طرف منتقل کیا ہے اس کا قطعی ثبوت یہ آیت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کو تو کبھی کسی نے اسلام کی طرف نہیں بلایا۔پس لازماً احمد کی اس شان کا ذکر ہے جس شان نے دنیا کے آخر پر ظاہر ہونا تھا اور اس کا یہ دعویٰ ہونا تھا کہ خدا نے مجھے قائم فرمایا ہے اور اس کو لوگوں نے بلانا تھا کہ تم جھوٹے ہو، دغاباز ہو، آؤ ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اسلام قبول کرلو۔حالانکہ اسلام کا محافظ اور علم بردار اور سب سے بڑی خدمت کرنے والا تو وہی وجود ہونا تھا جسے خدا نے چننا تھا۔تو یہ پیشگوئی بڑی وضاحت، بڑی تفصیل، بڑی شان کے ساتھ جماعت احمدیہ کی صورت میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد پوری ہو چکی ہے۔

آج بھی جب مولویوں کی باسی کڑھی میں ابال اٹھتے ہیں تو یہی خط اخباروں میں شائع کرتے ہیں، کھلے خط، ہم مرزا طاہر احمد کو اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔تمہارے آباؤ اجداد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو کیا وہ یہی تو تھا اور یہی تو پیشگوئی ہے جو قرآن کریم میں محفوظ تھی اور آج اسی طرح پوری ہو رہی ہے جس طرح ایک سو سال پہلے پوری ہو چکی ہے۔تم جس کو اسلام کی طرف بلا رہے ہو وہی تو اسلام کا نمائندہ اس دنیا میں ہے، اسی کے سائے تلے تم آؤ تو اسلامی کہلاؤ گے ورنہ تمہارا اسلام سے تعلق کاٹا جائے گا۔اس کو سمجھو اگر نہیں سمجھتے تو تمہارا اپنا نقصان ہے۔مگر جو چاہو کرلو، جتنی کوششیں کرنی ہیں کرو اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے جو ضرور پورا ہوگا، اٹل ہے۔ تمہاری کوئی کوشش، کوئی تدبیر اس الٰہی تقدیر کو ٹال نہیں سکتی، تبدیل نہیں کرسکتی۔ یُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ جاہل سمجھتے ہیں کہ اپنی مونہوں کی پھونکوں سے اس چراغ کو بجھا دیں گے جو خدا کا چراغ ہے، جو اللہ نے روشن فرمایا ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ یہ تو تقدیر کا فیصلہ ہے ضرور اسے پورا کر کے چھوڑے گا وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔

اب اتمامِ نور سے کیا مراد ہے؟ یہاں سے گفتگو آگے بڑھنی چاہئے۔سب سے پہلی بات کہ وہ نور جو اسلام کا نور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں اور قرآن کی صورت میں اترا اور دونوں ایک ہی وجود کے دو نام بن گئے وہ نور اپنی صفات کے لحاظ سے تمام ہو چکا۔اس کے بعد پھر اتمامِ نور کا کیا معنی؟ یہ وہ دوسرا معنی ہے جس کو خدا نے خود اس اگلی آیت میں کھول دیا ہے۔مطلب یہ ہے کہ یہ نور ہے تو تمام لیکن اس کے تمام ہونے کے اور بھی معنی ہیں،اس کے تمام ہونے کا یہ بھی معنی ہے کہ دنیا کے ہر دوسرے دین پر یہ غالب آجائے اور تمام سطح ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور کوئی جگہ بھی باقی نہ چھوڑے جہاں یہ نہ چمکا ہو۔یہ بھی اتمام نور کا ایک معنی ہے۔

چنانچہ اس معنی کے لحاظ سے فرماتا ہے: هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔وہی اللہ ہے جس نے اپنے اس رسول کو ہدایت اور حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ تمام ادیان پر اس کو غالب کر دے۔یہ غلبہ کس صورت میں مقدر تھا۔ظاہر ہے اور قطعی طور پر یہی درست ہے کہ اس غلبے سے مراد حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے نور کا غلبہ ہے جو باقی ادیان پر ہونا ہے۔مگر آج چودہ سو برس ہونے کو آئے ابھی تک وہ بدنصیب انسانیت کا حصہ جو اسلام کا اور اس نور کا انکار کر رہا ہے عددی لحاظ سے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے اور مسلمانوں کی تعداد دنیا کی آبادی کی پچیس فی صد سے زائد نہیں ہے اور تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ ابھی تک نہیں ہو سکا۔تو کن لوگوں کے ہاتھوں میں کیسے مقدر تھا اس سلسلے میں بعض گزشتہ بزرگوں یا جنہیں بزرگان سلف کہا جاتا ہے ان کے حوالے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ ایسے بزرگوں کے اقوال سے اس بات کو کھولوں جن کی مخالفت کی کسی ملاں کی جرأت نہیں ہے اور جن کی بزرگی ان کے لئے تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ، آپ کی بہت عزت ہندوستان میں ہے، بہت بڑی تعداد میں آپ کو عظیم بزرگ اور اپنے وقت کا مجدد ماننے والے موجود ہیں، ہندوستان میں بھی اور پاکستان میں بھی۔وہ فرماتے ہیں، فارسی کا کلام ہے۔

”وظاہر است کہ ابتدائے ظہور دین در زمان پیغمبر ﷺ بوقوع آمدہ و اتمام آں از دست حضرت مہدی واقع خواہد گردید“

منصب امامت از مولانا محمد اسماعیل شہید صفحہ 70 مطبوعہ آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور مطبوعہ 1967ء (اب اگر فارسی تلفظ میں غلطی ہوگئی ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں)

ترجمہ یہ ہے یعنی ظاہر ہے کہ دین کی ابتداء حضرت رسول مقبول ﷺ سے ہوئی ''ابتدائے ظہور دین در زمان پیغمبر ﷺ'' لیکن اس کا اتمام امام مہدی کے ہاتھ پر ہوگا اور یہاں جس اتمام کی خوش خبری ہے یہ مہدی کے وقت کے ساتھ منسلک ہے اور مہدی کے زمانے ہی میں یہ اتمام والا حصہ اپنی بڑی شان کے ساتھ پورا ہوگا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔انہوں نے یہ روایت درج کی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرے گا اور اس وعدے کی تکمیل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ہوگی اور سُدی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ مہدی موعود کے زمانے میں ہوگا۔(تفسیر رازی جز نمبر 16 تفسیر سورہ توبہ صفحہ 40 زیر آیت ہذا۔زیر عنوان الوجہ الثانی) پس سینکڑوں سال پہلے جو چوٹی کے بزرگ مفسرین تھے یا دیگر بزرگ انہوں نے اس آیت کا منطوق یہی سمجھا کہ یہ لازمی طور پر پورا ہونے والا وعدہ مسیح موعود یا مہدی معہود کے دور میں پورا ہوگا۔

پھر تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے ''**و ذالک عند نزول عیسیٰ علیه السلام** (الجزء العاشر سورۃ توبہ صفحہ 77 زیر آیت ہذا) یعنی اکثر مفسرین اس امر پر قائل ہیں کہ یہ وعدہ مسیحؑ کے زمانے میں پورا ہوگا۔(''**عند نزول عیسیٰ علیه السلام**'' کے الفاظ ہیں)۔

تو ترجمہ اب یہی بنتا ہے کہ وہ اکثر مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ یہ واقعہ یعنی اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا۔اب خواہ حضرت مسیح موعودؑ کو وہ عیسیٰ مانیں یا نہ مانیں یہ لازماً ماننا پڑے گا کہ اس وعدے کا تعلق آنے والے مسیح سے ہے اور چونکہ ہم جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ آنے والا مسیحؑ آچکا اس لئے ہم پر تو سند کامل مکمل ہوگئی اور حجت تمام ہوگئی۔ہر احمدی کا فرض ہے کہ ان پیشگوئیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں پورا ہوتے ہوئے تسلیم کر کے اس کے نتیجے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو ادا کرے۔

تفسیر قرطبی جز نمبر 8 سورۃ توبہ زیر آیت ہذا۔131 پر ہے۔''**قال ابو هريره و الضحاک**

ھذا عند نزول عیسیٰ علیہ السلام وقال سدی ذاک عند خروج المھدی" کہ حضرت ابوہریرہؓ اور ضحاکؒ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ نزول مسیحؑ کے وقت پورا ہوگا اور سدی کہتے ہیں کہ ظہور مہدیؑ پر یہ وعدہ پورا ہوگا یعنی عملاً بات ایک ہی ہے۔

پس اب میں پھر واپس اس مضمون کی آیت کی طرف لوٹتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے مُتِمُّ نُوْرِہٖ میں اپنے نور کو تمام کروں گا یعنی مکمل کردوں گا، اس کی انتہا تک پہنچادوں گا اور اس نور کے انتہاء تک پہنچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ازل سے مہدی معہود اور مسیح موعودؑ کو وسیلہ بنا رکھا تھا جس کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں یہ شرف نصیب ہونا تھا کہ اس وعدے کو اس کے زمانے میں پورا کیا جائے اور اس کے ماننے والے اس پیشگوئی کو پورا کر کے اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کریں۔ پس جماعت احمدیہ کی تخلیق کا ایک مقصد ہے۔ وہ یہ مقصد ہے اتمامِ نورِ محمد مصطفی ﷺ۔ اتمام نورِ مصطفویؐ ان معنوں میں جن معنوں میں میں بیان کر چکا ہوں اور تمام ادیان پر غالب کرنا ہے کسی ایک دین پر غالب نہیں کرنا۔ پس اس پہلو سے نور کا انتشار ہمارے ذریعے مقدر ہے اور یہ نور کا انتشار ممکن نہیں ہے جب تک ہم اس نور میں سے حصہ نہ پالیں کیونکہ یہ دلائل کے ذریعے غلبے کی بحث ہو ہی نہیں رہی۔ نور کا غلبہ ایک اور چیز ہے اور تبھی آنحضرت ﷺ کے نور کے حوالے سے یہ بات پیش کی گئی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ بارہا ہمیں سمجھا چکے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نور دائمی ہے اور آج بھی زندہ ہے۔

پس جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک زندہ رسولؐ ہیں تو مشرکین کے معنوں میں نہیں کہتے بلکہ اس برحق کلمے کی رو سے کہتے ہیں جو قرآن میں آپؐ کی شان میں لکھا گیا۔ آپؐ کا نور ہے جو غالب آئے گا اور وہ نور کیا ہے؟ وہ صفاتِ کا نام ہے جیسا کہ گزشتہ خطبات میں میں آیات کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں۔ صفات باری تعالیٰ جو آنحضرت ﷺ کی ذات میں ایسے جلوہ گر ہوئیں گویا آپؐ مجسم نور ہوگئے وہ نور ہے جسے غلبہ نصیب ہوگا اور دلائل کی اس میں کوئی بحث نہیں ہے۔ یہ نور کردار کا نور ہے۔ یہ وہ نور ہے جب چمکتا ہے تو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو روشنی عطا کرتا ہے۔ اندھیروں کو، ظلمات کو نور میں اور راتوں کو دن میں بدل دیتا ہے۔ اس ضمن میں ایک اور آیت اس مضمون پر یوں روشنی ڈال رہی ہے۔

اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا‌ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‏ ﴿۱۲۳﴾ (الانعام: 123)

کہ بتاؤ تو سہی، غور تو کرو اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا کہ وہ جو مردہ ہوئے فَاَحۡيَيۡنٰهُ پس ہم نے اسے زندہ کر دیا ہو وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا اور اس کے لئے ایسا نور بنا دیا ہو يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ وہ نور لئے لوگوں میں پھرتا ہو۔کیا اس کی مثال ویسی ہوسکتی ہے۔ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ایسے اندھیروں میں بھٹکنے والے جیسی مثال یہ ہوسکتی ہے جو ان اندھیروں سے کبھی نکل نہ سکے۔پس نور محمد مصطفی ﷺ جس کے غلبے کی خبر دی گئی ہے اس کی یہ تعریف فرمائی گئی کہ مردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور خدا جب زندہ کر دیتا ہے ان مردوں کو تو ہر زندہ ہونے والے مردے کو ایک نور عطا کرتا ہے اور وہ نور لے کر عوام الناس میں بنی نوع انسان کے اندر پھرتے ہیں، اپنی روشنی کو لئے ہوئے اور ہر آدمی ان کی روشنی سے ان کو پہچان سکتا ہے۔ یہ نور ہے جس کے حق میں غلبے کا وعدہ ہے۔

پس اگر جماعت احمدیہ نے تبلیغ کرنی ہے تو اس نور سے لازماً حصہ لینا ہوگا اور تبلیغ تو ہمارا فرض منصبی ہے ایسا فریضہ ہے جس سے کوئی بھی آزاد نہیں۔ چھوٹے بچے بھی اپنی توفیق کے مطابق تبلیغ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ان کی بھولی بھالی صاف باتوں کا بھی دوسرے بچوں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔مگر میں نے دیکھا ہے کہ جو عیسائی متعصبین سے بحثوں میں مبتلا رہتے ہیں بسا اوقات کبھی بھی اس کا نیک انجام نہیں ہوا مگر جو اپنے کردار کے ساتھ اثر انداز ہو جاتے ہیں، ان بچوں پر نیک اثر ڈالتے ہیں ان کو اپنے گھروں میں بلاتے ہیں ان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ بچپن سے ہی ان کے اندر اسلام کی محبت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ابھی کل ہی ایک علاقے کے سکول کے بچے مجھے ملنے آئے اور تین بچے عیسائی تھے اور تین احمدی بچے تھے اور تینوں نے بتایا کہ یہ ہمارے دوست ہیں ان کو دیکھ کر ہمیں توجہ پیدا ہوئی ہے۔ان کے ساتھ رہ کر ہمارے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ سے بھی ملاقات کریں اور ملاقات کے وقت میں حیران ہوا ان کی طرز گفتگو، ان کا انداز ایسا سلجھا ہوا تھا اور لگتا تھا پہلے ہی ایک تعلق قائم ہو چکا ہے تو بچے بھی خدا کے فضل سے تبلیغ کی صلاحیت رکھتے ہیں

اور اپنے اپنے دائرے میں اپنے نیک عمل اور نیک نمونے کے ذریعے وہ اپنے ماحول کو روشنی عطا کر سکتے ہیں اگر وہ خود روشن ہو چکے ہوں۔ پس روشنی شرط ہے۔

نور شرط ہے پھر جتنا بھی آپ سفر کریں گے وہ نور ہی کا سفر ہوگا۔ جہاں جائیں گے آپ کو مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت عطا کی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے دراصل لیکن جب مردہ زندہ ہوتا ہے تو اس کو نور مل جاتا ہے۔

پس اس میں دو پہلو ہیں جن کو میں نمایاں طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جرمنی کی جماعت سے خصوصیت سے یہ بار بار سوال اٹھایا گیا ہے کہ ان لوگوں کی تربیت کیسے کی جائے اور تربیت کے متعلق انہوں نے بہت ہی عمدہ کارروائیاں بھی کی ہیں۔ مگر تربیت کا آخری مرکزی نقطہ وہی ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ اگر تم اپنے نور سے کسی کو زندہ کرو گے جو خدا کی طرف سے تمہیں عطا ہوا ہے تو وہ زندہ ہونے والا ضرور نور حاصل کرلے گا اور اگر دلائل سے کرو گے تو دلائل کی مار میں وہ ان سے دور بھی ہٹ سکتا ہے۔ مگر جسے خدا کا نور نصیب ہو جائے وہ کبھی دور نہیں جا سکتا۔ تو سب سے پہلے اپنے اندر وہ جلا پیدا کریں وہ مزاج روشن کریں جس مزاج سے آپ نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور ایسا روشن وجود بن جائیں جس کی طرف اندھیروں سے دنیا ازخود اس طرح دوڑی چلی آئے جیسے راتوں کو شمعیں دیکھ کر پروانے اپنے سوراخوں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ جو اُڑنا نہیں جانتے ان کو بھی اللہ پر عطا کر دیتا ہے اور وہ نور پر ایسا فدا ہوتے ہیں کہ مسلسل اس کی طرف جاتے ہوئے اپنی جانیں بھی فدا کر ڈالتے ہیں اور وہی نور کی محبت ان کے دل میں جو پیدا ہوتی ہے اسی کے نتیجے میں، اسی تعلق میں پھر ان سے وہ نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو آگے بڑھتی ہیں اور ان کی نشوونما اور ان کے دوام کا موجب بن جاتی ہیں۔ ان کی تولید کا نظام اس نوری محبت کے ساتھ منسلک فرما دیا گیا ہے۔

پس آپ کو بھی ویسا ہی نور بننا ہوگا کہ اندھیروں سے ازخود پروانے نکل نکل کر آپ کی طرف آئیں گے۔ پروانوں کو کوئی بلانے والی آواز شمع کے رخ سے ہٹا نہیں سکتی۔ ناممکن ہے کہ پروانے نور کو دیکھ لیں اور رستے میں کچھ ان کو بہکانے والے اور بھڑکانے والے اور وساوس پیدا کرنے والے دل میں یہ بات پھونک دیں کہ یہ شمع تو تمہیں جلا دے گی، بہت بری ہے، قربانیاں دینی پڑیں گی اس کی طرف نہ ہی جاؤ تو اچھا ہے، جو مرضی کریں انہوں نے تو جانا ہی جانا ہے۔ چونکہ نور کے ساتھ

اندھیروں میں رہنے والے جن کے اندر نور کی پہچان کی صلاحیت ہو ایک عشق کا تعلق رکھتے ہیں اور عشق ہر قسم کی دلیل پر غالب آجاتا ہے۔ وہی مضمون جو ایک شعر میں میں نے پہلے بھی آپ کے سامنے رکھا اس موقع پر ہمیشہ وہ یاد آتا ہے کیونکہ بہت ہی پر لطف اور بڑا طاقتور شعر ہے۔

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
ہمیں تو راہرووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

اے ناصح کیا بات کہہ گئے ہو تم کہ اپنے محبوب اپنے معشوق کے کوچے میں نہ جاؤں۔ ہمیں تو رستہ چلتے مسافر ٹھوکریں مارتے رہیں تب بھی ہم نے جانا ہی جانا ہے۔

پس وہ جو کہتے ہیں کہ فلاں مولوی نے بہکا دیا، ترک علماء رستے میں حائل ہو گئے، افغان علماء آگئے، فلاں علماء نے جو بوسنین یا البانین علماء تھے، انہوں نے آکر لوگوں کو بہکا دیا۔ ان کو میرا جواب یہ کہ اگر آپ نور کے ذریعے تبلیغ کریں، اپنی طبیعت کے نور کو صیقل کریں تو مجال نہیں کسی کی کہ ان کو بہکا سکے۔ ان کا تو وہی حال ہو گا کہ ”ہمیں راہرووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا“ اور خدا کے فضل سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں اور بسا اوقات جہاں یہ اس قسم کی منفی اطلاعیں ملتی ہیں کہ فلاں حائل ہو رہے ہیں فلاں حائل ہو رہے ہیں وہاں ایسی مثبت اور دل کو پگھلا دینے والی نشانیاں بھی نظر آتی ہیں یا ایسی روایات مجھے بھیجی جاتی ہیں کہ بعض نو مسلم بوسنینز کے پاس علماء پہنچے۔ غیر ملکوں کے نمائندے تھے، جب ان سے باتیں کیں اور ان کو روکا کہ دیکھو اس رستے پر نہ جانا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم کدھر سے، کس سے روکنے کے لئے ہمیں آئے ہو۔ خبردار ہے جو آئندہ اس طرف رخ کیا۔ ہم نے تو روشنی پالی ہے۔ ہمیں تو جس چیز کی تلاش تھی ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جو چاہے کرو ہم ان سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہم نے ضرور جانا ہی جانا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ساتھ اور لوگوں کو تیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جتنی آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ نہیں جانا نہیں جانا یہ رستہ نہ پکڑو، اتنے ہی زور اور شدت کے ساتھ ان لوگوں کا رجحان ہو رہا ہے۔ جو نور یافتہ ہیں اور جن کو احمدیت کے نور کا مزہ حاصل ہو چکا ہے ان کی کایا پلٹ چکی ہے ان کے آثار بدل گئے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان سے مل کر۔ بعض کے اندر ایسی فدائیت ہے جیسے کوئی اعلیٰ پرورش یافتہ پیدائشی احمدی ہو، بعض ان کو بھی مات کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

تو نور میں زندہ کرنے کی صلاحیت ہے اس لئے کہ یہ نور مصطفوی ہے۔ اگر یہ نورِ مصطفوی نہیں تو اس نور کے کوئی معنی نہیں ہیں، بے حقیقت ہے اور نورِ مصطفوی محمد رسول اللہ ﷺ ہی سے تو حاصل کیا جائے گا۔ یہ وہی نور ہے جس کا قرآن کریم میں دوسری جگہ ذکر آچکا ہے کہ وہ تنہا روشن ہوا تھا، خدا کی نمائندگی میں وہ ایک تھا جس کے اندر اللہ کا نور چمکا ہے اور دیکھتے دیکھتے دوسرے گھروں میں، ایسے گھروں میں وہ نور روشن ہو گیا جن کے متعلق خدا نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ ان کے مرتبے اور مقام کو ہمیشہ بڑھاتا رہے گا۔ پس آج وہ دور پھر آیا ہے، آج فتح اسی نور کی ہوگی جس نور کی فتح کل ہم دیکھ چکے ہیں۔ جس نور میں یہ صلاحیت تھی کہ ایک سے دو اور دو سے چار ہوتا چلا جائے۔ وہ صلاحیت آج بھی زندہ ہے کیونکہ وہ نور زندہ ہے۔ پس اسے اپنا لو تو تمہاری تبلیغ کی تمام مشکلات رستے سے ہٹ جائیں گی۔ ایک خاتون کے متعلق کل ہی خط ملا کہ بالکل ان پڑھ ہیں، کچھ نہیں آتا ان کو، مگر احمدیت کی صداقت سمجھ کر جب سے قبول کیا ہے وہ عاشق ہو چکی ہیں اور سارے شہر میں انہوں نے تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔ ایسی ہی ایک بوسنین خاتون سے بھی امیر صاحب جرمنی نے گزشتہ دورے پر تعارف کروایا تھا۔ اب بھی ان کے متعلق یہی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ وہ دن رات فدا ہیں احمدیت اور اسلام کے نور پر اور اس نور کو آگے پھیلاتی چلی جا رہی ہیں۔

پس آپ شمعوں سے شمعیں روشن کریں۔ یہ راز ہے جو قرآن نے ہمیں سمجھا دیا ہے۔ نام کے آدمی اگر آپ کھینچ کر لے آئیں جن میں نورِ بصیرت ہی نہ ہو وہ شمعیں دیکھ کر اس کے عاشق نہ ہوئے ہوں بلکہ ان کا ہاتھ پکڑ کر آپ شمع کے دامن میں لا کھڑا کریں تو آپ کے ہونے کے باوجود ان کا ہمیشہ آپ کا رہنا ہرگز قابل اعتماد نہیں۔ کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ آپ ہی کے رہیں گے۔ کوئی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اس شمع کے دامن سے نکال کر دور لے جائے تو وہ ساتھ چلے جائیں گے۔ ایک عاشق کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے نور دیکھ لیا ہو اور پھر اس سے حصہ پا لیا ہو وہ خود بھی چمک اٹھا ہو وہ تو دوسروں کو بھی کھینچتا ہے۔ پس یہ مضمون ہے تبلیغ حقہ کا جو قرآن نے ہمیں سمجھایا اور جس کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت سے خصوصیت کے ساتھ باندھا ہے۔ فرمایا اس راز کو سمجھ جاؤ تم ضرور غالب آؤ گے کیونکہ خدا کا فیصلہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نور تمام دنیا پر غالب آجائے۔ پس اس پہلو سے آپ تبلیغ کی طرف توجہ کریں۔

جہاں تک عمومی جائزے کا تعلق ہے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس وقت خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو غیر معمولی توفیق عطا ہو رہی ہے اور وہاں نور سے نور بننے والی شمعوں کی ایک اور صورت بھی ہے ایک داعی الی اللہ کو دیکھ کر دوسرا نور پکڑتا ہے اور وہ بھی اس کو دیکھ کر داعی الی اللہ بن جاتا ہے اس کو دیکھ کر پھر اور شامل ہوتے جاتے ہیں بہت وسیع پیمانے پر کام کیا جارہا ہے۔ لیکن ابھی بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑی تعداد ان کی ایسی ہے جو پوری طرح اس میں شامل نہیں ہوئی یا شامل ہوئی ہے تو ابھی اپنے نفس کو، اپنی ذات کو انہوں نے اس طرح نہیں چمکایا کہ انہیں نور کو منعکس کرنے والا وجود کہا جاسکے۔ پس ان دونوں پہلوؤں سے بیک وقت توجہ دینا ضروری ہے۔ ایسی نور کی شمعیں بنیں جنہیں دلیل کی ضرورت اور احتیاج نہ رہے اگرچہ دلیل بھی روشنی ہے مگر اس نور کا ایک اور مضمون سے تعلق ہے جو میں انشاء اللہ اپنے وقت پر آپ پر کھولوں گا۔

دلیلِ حقہ بھی نور ہی ہوا کرتی ہے مگر یہاں جس نور کا ذکر ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کا نور ہے کیونکہ فرمایا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اس رسول، محمد مصطفی ﷺ کو جو نور مجسم ہے، جس کو بجھانے کی ظالم کوششیں کر رہے ہیں، اس کے خلاف افواہیں پھیلا رہے ہیں، اس کو منہ کی پھونکوں سے ناکام بنانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ وہ جانتے نہیں کہ یہ خدا کا نور ہے، اس نے روشن کیا ہے وہ اسے ضرور غالب کر کے رہے گا، کوئی دنیا کی طاقت اس کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ اس پہلو سے جب میں نور کی بات کرتا ہوں تو یہ اولین ذریعہ تبلیغ کا ہے۔ آپ آنحضرت ﷺ کی سیرت سے اپنے لئے بھیک مانگیں اور سیرت سے بھیک مانگنے کا مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے خدا سے مانگیں کہ اے خدا اس پاک رسول ﷺ کی وہ صفات کچھ نہ کچھ تو ہمیں بھی عطا کر جن کی ہم میں اپنانے کی استطاعت ہے۔ ایسی صفات ہمیں عطا کرتا کہ ہم بھی چمک اٹھیں جیسے پہلے صفاتِ محمد مصطفی ﷺ دیگر صحابہؓ میں چمک اٹھی تھیں اور آج کے دور میں یہ عظیم کام ہمیں کرنے کی توفیق عطا فرما کہ دنیا کے ہر دین پر دین مصطفویؐ یا دین مصطفی ﷺ کے نور کو ہم غالب کر کے دکھا دیں۔

پس اتنا بڑا کام ہے کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کسی قوم بلکہ نہیں کبھی دنیا میں کسی قوم کے سپرد اتنا بڑا کام کسی نبی کی غلامی میں نہیں کیا گیا جتنا آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آج ہمارے، آج آپ کے، آج غلامان محمد مصطفی ﷺ جماعت احمدیہ

کے سپرد کیا گیا ہے۔ تمام دنیا کی کایا پلٹ دو، ایک عظیم انقلاب برپا کردو، ہر اندھیرے کو روشن کر دو اور اتنا روشن کردو کہ دنیا جان جائے، تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ گوشے گوشے پہ نور غالب آ گیا ہے اور اندھیرے کونوں کھتروں میں منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ یہ وہ آخری غلبۂ نور مصطفوی ہے جس کے لئے ہم دیوانوں کو چنا گیا ہے اور دیوانے اس لئے کہ جب تک دیوانگی پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک نہ عشق کا مضمون ہم سمجھ سکتے ہیں نہ ہم پروانوں کا رنگ اختیار کر سکتے ہیں۔ دیکھو جب پروانہ جل بھی جاتا ہے تو ایک نور کی صورت میں جلتا ہے، ایک چھوٹی سی روشنی پیدا کرتا ہوا مرتا ہے۔ پس اگر اس راہ میں جانیں بھی فدا کرنی پڑیں تو اٹھو اور محمد مصطفی ﷺ کے نور پر جل جاؤ اور تھوڑی سی روشنی پر جس میں تمہاری جان فدا ہو ہمیشہ کے لئے فخر کرو کیونکہ یہی نور ہے جو آئندہ تمہارے لئے موت کے بعد ایک دائمی نور بن جائے گا۔ پس نور کے سوا چارہ کوئی نہیں ہے اور یہی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب اس پیغام کے بعد میں مختصراً MTA کے متعلق کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ تفصیل سے اس موضوع پر پھر بعد میں روشنی ڈالوں گا۔ لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ کچھ عرصے سے MTA کے خلاف کچھ سازشیں ہو رہی تھیں اور بے حد کوشش تھی کہ ایسے موقع پر اچانک ہمیں بے بس اور نہتا کر کے چھوڑ دیا جائے کہ ہم چاہیں بھی تو کوئی متبادل نصیب ہو۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کا تعلق بھی نور سے ہے کہ جب خدا تعالیٰ ایسے حالات کو دیکھتا ہے جس کا ہمیں علم نہیں تو اللہ تعالیٰ اس وقت طبیعتوں کو جھنجوڑتا اور متوجہ کرتا ہے کہ متبادل انتظام کی کوششیں شروع کر دو۔ چنانچہ ایک سال کا عرصہ ہوا جبکہ خدا نے میرے دل میں یہ بے چینی پیدا کی کہ موجودہ نظام پر ہرگز انحصار نہیں کیا جا سکتا اور جماعت احمدیہ کو کسی ایک کی مرضی پر نہیں چھوڑا جا سکتا اس لئے فوری طور پر متبادل انتظامات شروع کرو اور بظاہر ایسی مشکلات تھیں جیسے ٹھوس دیوار سے آدمی سر ٹکرائے اور کوئی راہ نہ پائے لیکن میرے دل میں کامل یقین تھا، رہا اور اب بھی ہے اور آئندہ رہے گا کہ یہ نظام اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے اس لئے خواہ کیسی ہی مشکلات ہوں ہمارا فرض صرف اتنا ہے کہ حتی المقدور استطاعت کے مطابق کوشش کریں، آگے راہیں کھولنا خدا کا کام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہر مشکل کے وقت ایک اور رستہ پیدا ہوتا دکھائی دیا اور اس کی پیروی کے نتیجے میں کچھ مشکلات اور ابھریں پھر

اور رستے پیدا ہوتے دکھائی دیئے یہاں تک کہ خدا کے فضل کے ساتھ وہ چیلنج جو اندر ہی اندر کیڑوں مکوڑوں کی طرح پل رہے تھے، جو جراثیم کی طرح آخری ہلہ بول کر پھٹ پڑنے کے لئے تیار بیٹھے تھے جب وہ ظاہر ہوئے تو اس سے پہلے خدا نے ہمارا متبادل انتظام فرما دیا تھا اور یہ تفصیل کہ آئندہ کیسے چلے گا یہ کام اس پر میں جب تمام باتیں آخری صورت اختیار کر لیں گی پھر انشاء اللہ میں ان سے متعلق آپ کو مطلع کروں گا۔ سر دست یہ بتانا ضروری ہے کہ جیسا کہ Teething Problems دانت نکالنے کے زمانے کی مشکلات ہوا کرتی ہیں ہر نظام کی تبدیلی کے وقت ایسی مشکلات ضرور ہوا کرتی ہیں لیکن اگر مشکلات کے بعد کا دور پہلے دور سے بہت بہتر ثابت ہو تو یہ مشکلات بہت معمولی دکھائی دیتی ہیں اس لئے یقین جانیں کہ اللہ اپنے فضل کے ساتھ اس نظام کو ایک بہتر نظام میں تبدیل کر دے گا اور اس کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں اور اس کے لئے جن جن جماعتوں کے احباب کے سپرد ذمہ داریاں ہیں وہ ان کو ادا کرتے رہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ نظام بہت بہتر اور بہت زیادہ عالمگیر منفعتیں رکھنے والا نظام ثابت ہوگا اور آئندہ کے لئے بے فکر ہو کر انشاء اللہ ہم اطمینان کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھ سکتے ہیں اور آئے دن کی یہ اطلاعیں کہ اب یہ جو Transpodent تھا بند کر دیا گیا اسے کسی اور پروگرام میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ کا خطبہ آ رہا تھا کہ اچانک اپنا ٹیلی ویژن شروع ہو گیا، اچانک آواز بند کر دی گئی یا اچانک وہ سب کچھ ڈولنے لگا اور پھر ہمیں رخ تبدیل کرنے پڑے۔ یہ تمام شکایتیں جو پیدا ہو رہی تھیں ان پر ایک یہ بھی تھی کہ عین دینی پروگراموں کے وقت غلیظ گندے ہندوستانی گانوں کے پروگرام بیچ میں شروع کر دیئے جاتے تھے تو یہ چیزیں ایسی تھیں جنہیں ہم مستقل طور پر برداشت کر سکتے ہی نہیں تھے۔ اس لئے دعا کر کے میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ یا یہ ٹھیک ہوں گے یا میں زیادہ پسند کروں گا کہ کچھ عرصے کے لئے ٹیلی ویژن کو بند کر دیا جائے۔ مگر توکل کرتے ہوئے کہ خدا متبادل انتظام کر دے گا اللہ کے فضل کے ساتھ ہماری ٹیم کو کوششوں کی توفیق ملی اور وہ متبادل انتظام تقریباً اپنے پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ وقتی ناغے کا شاید ان معنوں میں ہمیں سامنا کرنا پڑے کہ بارہ گھنٹے کی سروسز کی بجائے پاکستان اور ایشیا کے ممالک کے لئے ہمیں وقتی طور پر تین گھنٹے پر انحصار کرنا پڑے، تین گھنٹے پر راضی رہنا پڑے مگر لمبے عرصے کے لئے نہیں۔ تین چار مہینے بس

اس سے زیادہ نہیں۔اس کے بعد جو نظام جاری ہوگا انشاءاللہ وہ اس چار مہینے کی تکلیف کا بہت مداوا کرے گا اور بارہ گھنٹے کی بجائے چوبیس گھنٹے کا نظام جاری ہوگا، انشاءاللہ۔تو اس لئے یاد رکھیں جہاں خدا نے اتنے فضل فرمائے اور ہم میٹھا میٹھا کر کے ان کو ہڑپ کرتے رہے اور مزے لیتے رہے، کبھی کچھ تھوڑا سا کڑوا گھونٹ بھی مل جائے تو شکر کے ساتھ اسے پئیں۔شکایتوں کے طومار نہ لگایا کریں، کئی ممالک سے شکایتوں کے طومار لگ گئے ہیں کہ کہاں، کیا ہوگیا، کیا ہوگیا، آوازیں بند ہوگئیں، ٹیلی ویژن فلاں جگہ بند ہوگیا، فلاں جگہ وہ گندی فلمیں آنا شروع ہوگئیں، ان کو میں نے لکھا مجھے پتا ہے نیتیں آپ کی اچھی ہیں۔آپ کا دل چاہتا ہے کہ روحانی مائدہ جو خدا تعالیٰ نے جاری فرمایا، اس کی عادت آپ کو پڑ چکی ہے، یہ ہمیشہ ملتا رہے لیکن اس پر اتنا بے چین نہ ہوں کہ وہ بے چینی ناشکری میں تبدیل ہو جائے۔اس بات کو یاد رکھیں ایک دفعہ ایک بادشاہ نے جس کو اپنے خاص غلام سے جو غلامی ہی کے رستے سے وزارت تک پہنچا تھا بہت زیادہ پیار تھا۔اس پر ہونے والے اعتراضات سن سن کر آخر فیصلہ کیا کہ اس قضیے کو ایک دفعہ چکا دیا جائے کہ کون اچھا ہے اور کیوں اچھا ہے۔چنانچہ ایک دفعہ بھرے دربار میں اس نے ایک ایسا بڑا اخر بوزہ یا سردہ یا گرما جس کو جو بھی آپ کہیں اس کی ایک قاش اس غلام کو پیش کی جس کے متعلق اس نے تسلی کر لی تھی کہ انتہائی کڑوا اور سخت بدمزہ پھل ہے جس کی قاش پیش کی جارہی ہے کیونکہ بعض دفعہ پانی وقت پر نہ ملے تو بعض پھل بیلوں میں وہیں کڑوے ہو جایا کرتے ہیں اور ان کی کڑواہٹ اتنی سخت ہوتی ہے کہ عام روزمرہ کی کڑواہٹ سے بھی زیادہ شدید متنفر کرنے والی۔تو جب قاش اس غلام کو پیش کی تو اس نے کھانی شروع کی اور اس قدر مزے لے لے کر کھائی، اس نے کہا بادشاہ سلامت لطف آگیا۔جزاک اللہ۔کمال کر دیا آپ نے، آپ کے بڑے احسانات ہیں اور ساری قاش کھا گیا۔اس کے بعد نمبر دو اس گروہ کے سردار کو پیش کی جو اعتراضات کیا کرتے تھے تو ایک لقمہ ہی منہ میں گیا تھا کہ تھوک کر کے درباری آداب کو بھی ملحوظ نہیں رکھا قاش اٹھا کے پھینک دی اور کہا بادشاہ سلامت اتنی خطرناک بدمزہ۔ایسی کڑوی چیز تو میں نے زندگی میں کبھی نہیں چکھی۔بادشاہ نے کہا مجھے یہ پتا تھا مگر یہ بھی تو انسان ہے، اس کو بھی میں نے یہی قاش دی تھی اس نے تو کچھ اور ردعمل دکھایا ہے تمہارا ردعمل اور ہے۔اس نے پھر اس کی طرف متوجہ ہو کے کہا، پوچھا اس سے کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا اتنی کڑوی، اتنی بدمزہ قاش کھاتے وقت ذرہ بھی چہرے پر اثر

ظاہر نہیں کیا اور ساری کی ساری کھا گئے ہو۔اس نے کہا اے بادشاہ سلامت آپ کے احسانات میں ڈوبا پڑا ہوں۔ایک ایک میٹھی قاش جو آپ نے مجھے عطا کی ہے ساری زندگی ان قاشوں کے مزے لوٹتا رہا ہوں۔میں ایسا بدنصیب اور بد بخت نہیں ہوں کہ ایک آزمائش کی قاش آئے تو اس پر تھوتھو کر دوں۔بادشاہ نے کہا یہ فرق ہے۔جو شکر گزار بندے ہوا کرتے ہیں انہی کو عظمتیں عطا کی جاتی ہیں، انہی کو سعادتیں نصیب ہوتی ہیں۔

پس جو بھی خدا نے ہم پر احسان فرمائے یہ ہماری کسی کوشش اور کاوش کا نتیجہ نہیں تھے، جاہل ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر بنا ہے اور ہماری کوشش کے نتیجے میں ہمیں کچھ نصیب ہو رہا ہے، وہ مالک اور قادر خدا جس طرف سے چاہے جہاں سے چاہے اس نے آسمان سے ہم پر رحمتوں کی بارشیں نازل فرمانی ہی فرمانی ہیں۔پس اگر وقتی ابتلاء پیش آئیں تو ان میں ثابت قدم رہیں۔ان پر بھی خدا کا شکر ادا کریں اور یہ بھی سوچیں کہ آپ کو کتنی عظیم نعمت ملی تھی کہ اب اس کے نہ ہونے سے کتنی بے چینی محسوس ہو رہی ہے۔تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ نعمتوں کی قدر کیسے کی جاتی ہے تب آپ کا ذہن اس طرف منتقل ہونا چاہئے کہ اتنا عرصہ تو ہم نے ناشکری میں گزارا ہے۔احساس ہی نہیں کیا کہ خدا نے ہمیں کیا کچھ عطا فرمایا تھا۔پھر اس کے نتیجے میں جب خدا کے فضل نازل ہوں گے تو ان کی کوئی انتہا نہیں ہوگی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ دنیا کی طاقت خدا کے فضلوں کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔یہ الٰہی تقدیر ہے تمام دنیا کی پھونکوں سے بھی یہ چراغ بجھایا نہیں جا سکتا جو آج محمد مصطفی ﷺ کے دین کو غالب کرنے کے لئے روشن فرمایا گیا ہے۔